زنا بالرضا، زنا بالجبر اور بچوں سے بدفعلی کہانی، واقعات کی زبانی! ذمہ دار کون؟

از قلم: ظفر اقبال ظفر

لاہور کے علاقہ شمالی چھاؤنی صدر لاہور کے مقیم صابر شاہ ولد محمد رشید قوم پٹھان سکنہ غونڈ ڈاکخانہ ننگولئی تحصیل کبل ضلع سوات کا رہائشی ہے۔ جس نے جامعہ منظور الاسلام میں 2013ء میں داخلہ لیا اور اس بچے نے مفتی عزیز الرحمن کے بارے میں پولیس کو بیان دیتے ہوئے کہا ہے کہ جب میں درجہ چہارم کا سٹوڈنٹ تھا وفاق المدارس العربیہ کے امتحان کے دوران مفتی عزیز الرحمن جو کہ مدرسہ منظور الاسلام کا مہتمم اور وفاق المدارس العربیہ لاہور کا نگران ہے، اس نے مجھ پر یہ الزام عائد کیا کہ میں نے امتحان میں اپنی جگہ کسی دوسرے لڑکے کو امتحان دینے کے لیے بیٹھایا ہے اور یہ کہہ کر 3 سال کے لیے میرے وفاق المدارس العربیہ کے تحت امتحان دینے پر پابندی عائد کر دی۔ بہت منت سماجت کے بعد مفتی صاحب نے مجھے کہا میرے ساتھ بدکاری کرو اور مجھے خوش کر دو تو میں آپ سے یہ پابندی اٹھا دونگا۔ میں مفتی صاحب کی باتوں میں آ گیا اور ہر جمعے کے روز مجھے بولا کر مجھ سے بدفعلی کا ارتکاب کرتا اور کبھی مجھے ہاتھ سے فارغ کرنے کا بھی کہتا رہتا اور میں یہ سب مفتی صاحب کے ڈر سے کرتا گیا۔ آخر کار تنگ آ کر مفتی صاحب کی اس حوالے سے فون کالز اور وڈیوز جو خفیہ طور پر میں نے بنانا شروع کر دیں اور وفاق المدارس العربیہ کے ناظم اعلیٰ مولانا حنیف جالندری کو پیش کیں جس پر مفتی عزیز الرحمن کو ان کے عہدے سے ہٹا دیا گیا اور جامعہ کی انتظامیہ نے بھی ان کو جامعہ سے فارغ کر دیا جو کہ ان ثبوتوں کی بنیاد پر تھا جو ثبوت میں نے تھانے کے روبرو پیش کیے ہیں۔ اس واقعہ کے بعد مفتی عزیز الرحمن کی نازیبا وڈیوز سوشل میڈیا پر اپلوڈ کر دی گئیں۔ جس کی وجہ سے ان کے خلاف مقدمہ 17 جون 2021ء کو پاکستان پینل کوڈ کی دفعہ 377 (غیر فطری جرائم) اور دفعہ 506 (مجرمانہ دھمکی دینے کی سزا) کے تحت مقدمہ درج کر لیا گیا۔ ایف آئی آر درج ہونے کے بعد ان کی گرفتاری کے لیے چھاپے مارنے شروع کر دیئے۔

اس واقعہ کے بعد مفتی عزیز الرحمن کے خلاف سوشل میڈیا پر محاذ گرم ہو گیا اور اس کی گرفتاری اور سزا کے خلاف عوام میں شدید غم و غصہ دیکھنے کو ملا۔ جس کی اطلاع ملتے ہی مفتی عزیز الرحمن پہلے تو لاہور میں ہی مختلف مقامات پر چھپتا رہا، بعد میں ضلع میانوالی فرار ہو گیا جس کو جلد ہی گرفتار کر لیا گیا۔ گرفتار کرنے کے بعد مفتی عزیز الرحمن کو لاہور کی مقامی عدالت میں سخت سکیورٹی احصار میں پیش کیا گیا جس پر مفتی عزیز نے اس واقع کو سازش قرار دیا اور کہا کہ یہ وڈیوں کئی سال پرانی ہے اور مجھ پر الزام لگایا گیا ہے۔ حقیقت میں ان

لوگوں نے کہا ہے کہ میں مدرسے پر قبضہ کرنا چاہتا ہوں جس کی وجہ سے مجھ پر یہ الزام لگا دیا گیا ہے۔ حالانکہ 70 سال میری عمر ہے میں ایسا فعل کسی صورت نہیں کر سکتا۔ جس پر مقامی عدالت نے ان کے بیان کے بعد ملزم کا 4 روزہ جسمانی ریمانڈ دیتے ہوئے پولیس کو ان کے ڈی این اے رپورٹ اور میڈیکل رپورٹ کے ساتھ آئندہ پیش کرنے کا حکم جاری کیا۔

قارئین اکرام: زنا کے بڑتے واقعات اور مغرب کی نقالی میں پیش پیش اور ہمارے اسلامی معاشرے کو برباد کرنے کے لیے یہاں غیر ملکی این جی اوز اور میڈیا پر بیٹھ کر تبصرے اور تجزیے کرنے والے لبرل اور سیکولر سچ اور فکر کے حاملین جن کا بس ایک ہی ایجنڈہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس معاشرے سے مذہب اور اسلامی تعلیمات کے خلاف لوگوں میں نفرت پیدا کی جائے اور مذہب پرستوں سے روحانی رشتہ اور تعلق عوام الناس کا ختم کر دیا جائے اور اسلام کے اجتماعی نظام زندگی کو ظلم، زیادتی اور دہشت گردی سے تعبیر کیا جائے اور یوں لوگ مذہب پرست طبقے سے اعتماد کھو بیٹھیں گے اور باآسانی اس ملک اور وطن عزیز کو مغربی تہذیب کے رنگ میں رنگنا اور مغرب کو جو اسلام کے پھیلاؤ سے تشویش ہے وہ دور ہو جائے گی۔ یوں اغیار کے ٹکڑوں پر پلنے والے اسلام کے اجتماعی نظام زندگی اور خاندانی نظام کو تباہ کرنے کے لیے مختلف ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ جس میں گندم کا استعمال، مانع حمل ادویات، ٹیسٹ ٹیوب بے بی، خاندانی منصوبہ بندی کے لیے فری سروس اور میڈیا کے ذریعے یہ سب اوچھے ہتھکنڈے جن میں فلم اور ڈراموں کی صورت میں برہنہ اور بے ہودہ پروگرام شامل ہیں، یہ سب ان سیکولر اور لبرل سوچ اور فکر کے عکاس ہیں۔ ان کی وجہ سے معاشرے میں لو میرج، لڑکیوں کا گھروں سے بھاگنا، لواطت، اور عشقیہ شعری اور ٹک ٹاک، پب جی گیم اور کارٹون پر مشتمل، فیس بک، ٹوئٹر، انسٹا گرام جیسے سوفٹ وئیر اس دجالی اور شیطانی سوچ و فکر کو فروغ دینے میں پیش پیش ہیں۔ اس کے بعد خواتین ایکٹ، میرا جسم میری مرضی، گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ جیسے نازیبا نعرے ہماری مشرقی اور اسلامی تہذیب کو دیمک کی طرح کھائے جا رہے ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ گیسٹ ہاؤس، سینما گھر، منشیات کا بڑھتا رجحان، سیکس کلب اور فائیو سٹار ہوٹلز، قحبہ خانوں کی برمار نے مزید اس بے راہ روی کے اور بے حیائی کے واقعات میں اضافہ کر دیا ہے۔ سوشل میڈیا کی وجہ سے نوجوان نسل میں بے راہ روی پیدا کرنے میں تعلیمی ادارے بھی اس طوفان بدتمیزی سے محفوظ نہیں رہے۔ ان تمام برائیوں کی بڑی وجہ خلوط اور قانون کی بالادستی کا کمزور پڑنا ہے۔ خلوط نشینی نے جو گر کھلائے ہیں اخبارات اور رسائل اس کے آئینی شاہد ہیں۔ بچوں سے بدفعلی، زناکاری، اغواء، خودکشی اور غیرت کے نام پر قتل کے واقعات میں آئے روز ے اضافہ ہو رہا ہے۔ آخر یہ تضاد ہمارے ذہنوں میں کیوں پیدا ہو جاتا ہے کہ جی رضامندی سے اگر کوئی جرم کیا جائے تو وہ جائے ہو جاتا ہے اگر جبر میں یعنی مخالف کی مرضی کے بغیر اس کے ساتھ کوئی نازیبا کھیل کھیلا جائے تو جرم اور

قابل سزا ہے۔ آیئے زنا بالجبر اور زنا بالرضا کے فلسفے کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جو لبرل اور سیکولر طبقے کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔

سوال! یہ پیدا ہوتا ہے کہ زنا بالجبر اور زنا بالرضا کے نقصانات کیا ہیں تاکہ اس کے فرق کو سمجھنے میں آسانی ہو سکے۔؟

جواب: جہاں تک بات ہے زنا بالرضا اور زنا بالجبر کی تقسیم کی تو شریعت اسلامی میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ سزا اور حد کے اعتبار سے ان میں کوئی فرق شریعت اسلامی میں نہیں ملتا۔ شریعت اسلامی میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ زانی کی تقسیم تو ہے مگر زنا کی کوئی تقسیم نہیں ہے۔ رضا کے ساتھ ہو یا جبراً ہر دونوں صورتوں میں حد ہے اور سزا ایک ہی ہے اس میں فرق نہیں ہے۔ بلکہ زنا بالرضا میں تو دونوں فاعل اور مفعول پر حد نافذ ہو گی اور زنا بالجبر میں صرف فاعل پر حد نافذ ہو گی۔ یوں زنا بالرذا زنا بالجبر سے زیادہ خطرناک بن جاتا ہے۔

زنا بالرضا کو جواز بنا کر جو لبرل طبقہ زنا کی سزا کے بارے میں مظلومیت اور غیر انسانی سزا کی گردان کرتا نہیں تھا وہ یہ بھول جاتا ہے کہ زنا بالرضا اصل میں زنا بالجبر سے زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ زنا بالجبر میں صرف فاعل ہی قابل سزا اور قابل گرفت ہوتا ہے مفعول (مظلوم) پر کسی قسم کی سزا لاگو نہیں ہوتی' اگر وہ اس جرم کو ثابت کرنے میں واقعتاً ہی حق بجانب ہے بصورت دیگر تہمت کی سزا الزام لگانے والے کو ملے گی جس پر الزام لگایا جا رہا ہے وہ بری ہو جائے گا۔ اور زنا بالرضا (فریقین' فاعل اور مفعول) دونوں کی باہمی رضا مندی کو سیکولر اور لبرل طبقہ زنا اور جرم خیال ہی نہیں کرتا۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ ان کی پرنسل لائف ہے اور یہ ان کا ذاتی معاملہ ہے جس میں انسان آزاد ہے وہ جب' جس سے مرضی باخوشی تعقات قائم کرلے یہ اس کا ذاتی حق ہے' اس پر سزا کا نفاذ ظلم اور ناانصافی تصور ہو گا۔

اب گر معاشرے میں بدفعلی اور زنا بالرضا اور بالجبر کے واقعات پہ نظر ڈالیں تو جو معاشرے میں تباہی اور بربادی' اور فساد زنا بالرضا کی وجہ سے ہے وہ زنا بالجبر کی وجہ سے نہیں ہے۔ یہ بات یاد رکھی جائے! اسلامی تعلیمات میں زنا کی بس ایک ہی قسم ہے اور اس کی سزا مقرر ہے۔ اسلام میں بالرضا اور بالجبر کی تفریق کسی صورت نہیں پائی جاتی۔ اسلام میں زنا اور ریپ (کی ایک ہی صورت ہے) دونوں صورتوں میں زنا ہی تصور ہو گا وہ جبراً ہو یا رضا کے ساتھ۔ اگر زنا کی تقسیم کوئی بیان ہوئی ہے تو وہ غیر شادی شدہ زانی اور شادی شدہ زانی کی تقسیم ہے اور تفریق ہے۔ شادی شدہ زانی جو اپنا جائز حق (نکاح شرعی) کی صورت میں رکھنے کے باوجود اگر زنا کرے گا تو اس کی سزا

یہ ہے کہ اس کو زمین میں گھاڑ کر پتھر مار مار کر رجم کر دیا جائے۔ کیونکہ اس نے جائز حق رکھتے ہوئے ایسا کام کیا ہے جو فساد اور فتنے کا دروازہ کھولتا ہے۔ جب کہ زنا بالرضا میں تو سرے سے ہی فتنے اور فساد ہے' (رضا) کی اصطلاح کا دھوکا دے کر معاشرے میں بد کرداری اور بے حیائی کا دروازہ کھولنے کی اعلانیہ اور غیر مبہم انداز میں مسلم معاشروں میں ہماری نوجوان نسل کو برباد کرنے اور ہماری تہذیب اور اسلامی کلچر کو ختم کر کے مغربی کلچر کو ڈیولپ کرنے کی سعی ہے۔ اب اگر ان معاشروں میں جہاں زنا بالرضا اور زنا بالجبر میں تفریق پائی جاتی ہے اور زنا بالرضا کی صورت میں سزا سے بچنے اور بے حیائی کو عام کرنے میں قانون کی سرپرستی حاصل ہے وہاں جرائم کی شرح زنا بالجبر کی شرح سے بہت زیادہ ہے۔ اس کی وجہ سے اسقاط حمل کے واقعات کا کوئی شمار ہی نہیں ہے۔ لوگ سزا سے بچنے کے لیے اگر کسی کے ساتھ جنسی تعلق قائم کرنا چاہتے ہیں تو زنا بالرضا (جو زنا کی فیس دے کر یا گرل فرینڈ اور عشق) کی صورت میں ناجائز تعلقات کو قانونی حیثیت میں بغیر کسی خوف اور ڈر کے پورا کر لیتے ہیں۔ اس طرح زنا بالرضا کی سنگینی اور شدت جتنی خطرناک ہے اتنی زنا بالجبر کی شاید نہ ہو۔ کیونکہ زنا بالجبر میں ایک تو پکڑے جانے کا ڈر اور قید کی سزا کے ساتھ ساتھ مالی جرمانہ کی سزا بھی لاگو ہونے کا ڈر' پھر معاشرے میں بدنامی کا خوف اور زنا بالجبر کی صورت میں متاثرہ عورت یا مرد کے قتل جیسے قبیح فعل کے بعد قید بامشقت اور ذلت جیسی کئی رکاوٹیں انسان کو اس فعل بد اور فعل قبیح سے مانع رکھنے کا سبب بن سکتے ہیں' جن سے انسان کا اس ظلم سے بچنے کا امکان موجود ہوتا ہے۔ پھر موقع کا میسر آنا بھی ایک طرح کی رکاوٹ ہوتا ہے کہ کہیں لوگوں کو پتا نا چل جائے۔ مگر زنا بالرضا میں تو اس طرح کی کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ وہ تو جب دل چاہے' مواقع میسر ہیں اور طوائفیں زنا کی اجرت کے بدلے باخوشی اس فعل قبیح کا موقع اور جگہ فراہم کر دیتی ہیں۔ یوں اگر پوری بات کا جائزہ لیا جائے تو زنا بالجبر سے زنا بالرضا زیادہ خطرناک جرم ہے زنا بالرضا کا عام ہونا اور پھر ایک عورت کسی دوسرے مرد کے ساتھ اپنی رضا سے ناجائز تعلقات قائم کرنا چاہتی ہے یا کر لیتی ہے تو اس کی وجہ سے جو خرابیاں مرد سے پیدا ہو سکتیں تھیں وہ خود عورت پیدا کر دیتی ہے اور اس طرح دونوں باہمی رضا سے ناجائز تعلقات میں حائل تمام رکاوٹوں کو مل کر دور کرنے میں پیش پیش ہوتے ہیں اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لڑکی باخوشی کسی لڑکے کے ساتھ بھاگ جاتی ہے اور یوں ورثا کی لوگوں پر ذاتی رنجش کی وجہ سے اغواں کا الزام لگانا' باہمی دشمنی کی صورت میں نکلتا ہے اور پھر اس وجہ سے قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔ یوں کئی لوگ اس جرم کی پاداش میں ناحق قتل ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ دونوں خاندانوں کی عزت خاک میں مل جاتی ہے۔ یا پھر یہ ہوتا ہے لڑکے اور لڑکی کو غیرت کے نام پر قتل کر دیا جاتا ہے۔ یا پھر شادی شدہ عورت کسی دوسرے مرد سے باخوشی ناجائز تعلقات قائم کر کے اس آشنا کے ساتھ مل کر خاوند کو قتل کر دیتی ہے' یا پھر بچوں کو قتل کر کے درمیان میں حائل رکاوٹ کو دور کر دیتی ہے اور آپس میں شادی کر لیتے ہیں یا گھر سے بھاگ جاتے ہیں۔ یوں یہ ایک جرم جسے لبرل

طبقہ جرم اور قابل سزا تصور نہیں کرتا' کئی جرائم کا سبب بنتا جاتا ہے اور معاشرے میں امن تباہ ہو جاتا ہے اور بے حیائی کا طوفان بد تمیزی ہر دوسرے منٹ بعد یا ہر دوسری جگہ معاشرے کی بر بادی کا سبب بنتا ہے۔ اور اس کی خرابیوں کی فہرست لامحدود ہوتی جاتی ہے جیسے زنا بالرضا جب عام ہوتا ہے تو نائٹ کلب' سیکس کلب اور طوائف خانے ہر دوسری جگہ عام ہو جاتے ہیں۔ یوں یہ جرم معاشرے میں انجوائے اور تفریح کے نام پر ناسور بن جاتا ہے۔